طلاقِ ثلاثہ

اور

طلاقِ سکران

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مُصنّف

مولانا معاذ الاسلام صاحب قاسمی

ناشر

مولانا حافظ محمد اسجد

جامعۃ البنات لالپور حمیر سنبھل روڈ مراد آباد

طلاقِ ثلاثہ
اور
طلاقِ سکران
قرآن وحدیث کی روشنی میں

مُصنّف:
مولانا معاذ الاسلام صاحب قاسمی

ناشر
مولانا حافظ محمد اسجد
جامعۃ البنات لالپور حمیر سنبھل روڈ مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

عرصہ دراز سے مسلم پرسنل لا کیخلاف زبردست سازش چل رہی ہے، چنانچہ وقتاً فوقتاً تین طلاق کو لیکر اسکے خلاف اخبارات و رسائل میں مضامین آنے شروع ہوجاتے ہیں خاص طور پر جب کسی کورٹ میں اس مسئلہ کو اٹھایا گیا یا کسی کمیشن کی رپورٹ میں اس پر نکتہ چینی ہوئی تو حکومت کے ایجنٹوں کی یا آزاد خیال لوگوں کی خاص طور پر اہلحدیث (غیر مقلد) حضرات کیطرف سے فوراً مضامین و بیانات کی بھرمار شروع ہوجاتی ہے۔ ابھی حال ہی میں خواتین کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی تو اسکی تائید میں فوراً عبدالوہاب خلجی صاحب کا مضمون اخبارات میں آگیا۔ موصوف نے لکھا ہے شریعت کا یہی حکم ہے کہ تین طلاق دینے کی صورت میں ایک پڑے گی اور ساری دنیا میں اسی پر عمل ہے۔

موصوف اہلحدیث کی جماعت کے قائد اور اسکے ذمہ داروں میں ہیں مگر اتنے بڑے جھوٹ اور کذب بیانی پر کوئی شرم نہیں کوئی جھجک نہیں۔ مسلم خواتین سے متعلق وہ مسائل جنکا تعلق احکام خداوندی اور ارشادات نبوی سے ہے انکی تبدیلی کے سلسلہ میں حکومت کو اتنی فکر اور پریشانی کیوں ہے کہ کمیشن پر کمیشن قائم کئے جارہے ہیں مضامین و بیانات کے ذریعہ فضا ہموار کرنیکی کوشش کیجارہی ہے اسپر سنجیدگی سے غور کرنیکی ضرورت ہے ۱۹۸۵ء ۱۹۸۶ء میں بھی اس سلسلہ میں بہت سے مضامین و بیانات کافی دنوں تک شائع ہوتے رہے مولانا عبدالوہاب صاحب کے بے تکے کمزور اور لچر مضامین اسوقت بھی شائع ہوئے بلکہ سنا گیا کہ اکثر مساجد میں وعظ و تقریر کے ذریعہ بھی لوگوں کی ذہن سازی کیجاتی رہی مضامین کی بھرمار سے متاثر ہو کر حقیقت سے ناواقف بعض ہمارے علماء بھی ڈگمگانے لگے تھے۔ میں نے ۱۹۸۶ء میں تین طلاق سے متعلق نہایت مدلل اور مفصل مضمون لکھا جو اسوقت بعض اخبارات میں قسط وار شائع بھی ہوا۔ اب خواتین کمیشن رپورٹ کیوجہ سے اس مسئلہ نے پھر سر اٹھایا ہے مناسب اور ضروری معلوم ہوا کہ اس مضمون کو کتابچہ کی شکل میں طبع کرا دیا جائے تاکہ مسئلہ کی صحیح صورت حال سامنے آجائے اور لوگ کسی کمیشن کی رپورٹ اور مخالفین کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں

(مولانا) معاذ الاسلام قاسمی
جامعۃ البنات کھاری کنواں سکتپور مرادآباد۔
ستمبر ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احوالِ واقعی

طلاق کے بعد خواتین کمیشن نے اسپر زور دیا ہے کہ ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی پر قانونًا پابندی لگا دی جائے معلوم نہیں کمیشن کو اس میں کیا فائدہ ہے اور خواتین کی کیا ہمدردیاں نظر آتیں، پہلی بات تو یہ ہیکہ دوسری شادی کرنیوالے دس بیس ہزار میں مشکل سے ایک دو ہی ہوں گے دوسرے جو لوگ دوسری شادی کے خواہش مند ہوتے ہیں انکی ضرورت اور حالات انکے متقاضی ہوتے ہیں اور وہ اس کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ پابندی لگانا نہ صرف ذاتی اور نجی معاملات میں مداخلت ہوگی بلکہ حقوق انسانی کے بھی خلاف ہوگا۔

پابندی سے نہ صرف بیوی کیساتھ معاشرتی زندگی ناخوشگوار ہوگی بلکہ اکثر و بیشتر شوہر حرام کاری اور بدترین گناہوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ انہی مصالح اور حکمتوں کیوجہ سے شریعت نے چار بیویوں تک رکھنے کی اجازت دی ہے تاکہ مرد و عورت عفت و پاکدامنی کیساتھ زندگی گذاریں خواتین کا غم تو کمیشنوں کو ستا رہا ہے مگر مردوں کی انکو کوئی فکر نہیں کہ پابندی سے ان پر جو ظلم ہوگا اسکی تلافی کسطرح ہوگی اور انکو قابل نفرت گناہوں میں مبتلا ہونے سے کسطرح روکا جائیگا۔

کمیشن کی رپورٹ کا منطقی مطلب یہ ہوگا کہ جائز طریقے پر ایک بیوی اور ناجائز جتنی مرضی ہو۔ معلوم نہیں حکومت کو طلاق اور شادی سے اتنی دلچسپی کیوں ہے کہ کمیشن پر کمیشن مقرر کئے جا رہے ہیں آج معاشرہ میں ہر قسم کی برائیاں وبا کیطرح پھیلی ہوئی ہیں اسلئے کوئی کمیشن نہیں طلاق و شادی جنکا تعلق دین و مذہب سے ہے وہی نشانہ پر کیوں ہیں اسکا واضح مطلب یہی ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے مذہبی تشخصات کو ختم کیا جائے جو مسلمان ان رپورٹوں کی تائید میں بیان بازی کرتے ہیں انکو اسپر غور کرنا چاہیئے کہ یہ سب تحریکیں پرسنل لا کو ایک کرنیکی کڑیاں ہیں۔

(مولانا) معاذ الاسلام قاسمی
جامعۃ البنات مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک مجلس میں یا ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک سمجھی جائیں گی یا تین اسپر کافی دنوں سے رسائل واخبارات میں مضامین آرہے ہیں میرا مضمون بھی کئی کئی قسطوں میں دو مرتبہ شائع ہوچکا ہے میں نے جسطرح مسئلہ کی وضاحت کردی تھی اسپر اگر ضد اور ہٹ دھرمی سے دور ہوکر سنجیدگی سے غور کیا جاتا تو بات کے سمجھنے اور مطمئن ہونے کے لئے وہ کافی تھا مگر اندازہ ہوا کہ غور وفکر کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے جس نے جو رائے قائم کرلی ہے وہ اسی میں مست ہے بہت سے مضامین تو ایسے آئے جن سے اندازہ ہوا کہ مضمون نگار نہ قرآن وحدیث سے واقف نہ مقام صحابہ سے اور نہ مقام عمر فاروق سے بس ایک طوطے کی سی رٹ ہے کہ قرآن میں الطلاق مرتان آیا ہے اور حدیث میں ہے کہ آپ کے زمانہ میں تین طلاق کو ایک سمجھا جاتا تھا میں بھی یہ خیال کرکے کہ جن لوگوں میں بات کے سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ ہو اور وہ اخباروں میں مضامین لکھنے لگیں ایسے لوگوں کی تردید سے کیا حاصل۔ خاموش رہا۔ بہر حال موافقین اور مخالفین دونوں طرف سے مضامین کا تسلسل قائم ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ پرسنل لا کے خلاف گہری سازش ہے جس نے تحریک کی شکل اختیار کرلی ہے اور شہد میں زہر ملاکر مسلمانوں کو استعمال کرنے کی ترغیب دیجارہی ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور یہی ایک مسئلہ کیا آخر کونسا مسئلہ اور کونسی چیز ایسی ہے جس میں اختلاف نہ ہو لوگوں نے تو مشاہدات اور بدیہیات تک میں اختلاف کیا ہے۔

فرقہ لا ادریہ

کتابوں میں فرقہ لاادریہ کا تذکرہ موجود ہے ان کا عقیدہ تھا کہ انسان کو کسی چیز کا صحیح علم نہیں ہے

ان سے اگر دریافت کیا جاتا کہ یہ ایک ہے یا دو تو ان کا جواب تھا ہم نہیں جانتے یہ آگ ہے یا پانی ہے یہ میٹھا ہے یا کڑوا ہے ہر سوال کا جواب ان کی طرف سے ہم نہیں جانتے ہوتا تھا ان کا کہنا تھا بہت سے آدمی جس کو ایک دیکھتے ہیں بھینگا اس کو دو دیکھتا ہے جس پر صفرا کا غلبہ ہو اسکو شہد کڑوا معلوم ہوتا ہے لہٰذا کس کی بات کو صحیح کہا جائے اپنے اس عقیدہ کے سلسلے میں وہ اور بھی دلائل دیتے تھے چنانچہ علماء کو کہنا پڑا کہ ان سے مناظرہ کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ان کو آگ میں ڈالدیا جائے یا تو آگ ہونے کا اقرار کریں ورنہ جلنے دیا جائے۔

قادیانی اور اہل قرآن

اسی طرح کتنے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا آخر میں غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت سی کتابیں اپنی نبوت کے ثبوت میں لکھیں۔

اب اہل قرآن کے نام سے ایک فرقہ ظہور پذیر ہوا ہے جو بجائے پانچ نمازوں کے تین ہی کا قائل ہے اور وہ بھی دلائل پیش کرتا ہے بعض لوگ پیر بنے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بیعت کرتے وقت عہد لیتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھیں گے بہت سے پابند نماز ان کے جال میں پھنس کر بیعت ہو گئے اور فوراً نماز ترک کر دی ان سے گفتگو کیجئے تو وہ بھی دلائل پیش کرتے ہیں غرض دنیا میں رات دن یہی ہو رہا ہے کہ غلط سے غلط بات کا بھی کوئی دعویٰ کرنے لگے اور چرب زبانی سے لوگوں کو متاثر کر دے تو بہت سے سادہ لوح اس کے عقیدت مند ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ اپنی بات کی تائید میں ہر شخص دلائل پیش کرتا ہے مگر دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ کس کی دلیل صحیح اور قوی ہے اور کس کی لغو اور ناقابل التفات ہے۔

جمہور اور چاروں امام تین طلاقوں کو تین ہی مانتے ہیں

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

تین طلاقوں کا مسئلہ بھی عرصہ سے مختلف فیہ ہے اور اہل حدیث حضرات کے سوا امت کا سواد اعظم ۱۴ سو سال سے تین کو تین ہی شمار کرتا چلا آرہا ہے۔

ساری دنیا میں امام ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد رحمہم اللہ کے مذاہب ہی کی اتباع کی جاتی ہے اور یہ چاروں ائمہ تین کو تین ہی شمار کرتے ہیں ہمارے ہندوستان میں بھی اسی پر عمل چلا آرہا ہے مگر یہاں کافی عرصہ سے مسلم پرسنل لا کے خلاف ایک سازش چل رہی ہے حکومت اور برادران وطن کی مسلسل کوشش ہے کہ مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کر کے مسلمانوں کے مذہبی تشخص کو ختم کر دیا جائے حکومت اور برادران وطن کو خود مسلمانوں میں ایسے ایجنٹ ملگئے ہیں جنھوں نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے جو مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے ذہن کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اسی ٹولہ نے ایک طرف تو سپریم کورٹ میں بہت سے مقدمات دائر کر دیئے ہیں کہ نکاح۔ طلاق۔ وراثت وغیرہ کے رائج قوانین میں تبدیلی کی جائے دوسری طرف طلاق کے مسئلہ کو لیکر اخبارات ورسائل میں تحریک چلائی جارہی ہے تاکہ مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کے لئے انگلی ٹیکنے کا موقع مل جائے ورنہ ایک ایسا مسئلہ جس پر چودہ سو سال سے عمل چلا آرہا ہے یک بیک اس کے خلاف اتنی ہنگامہ آرائی کیوں ہے۔

اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اہل حدیث کے ممتاز عالم مختار احمد صاحب نے ضلع بستی میں اپنی تقریروں میں صاف صاف کہا کہ موجودہ حنفی مسلم پرسنل لا سے ہندو پرسنل لا بہتر ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس مسئلہ میں لکھنے سے کچھ حاصل نہیں کیونکہ معاملہ دلائل یا حقیقت پر غور و فکر کر کے سمجھنے کی کوشش کرنا نہیں بلکہ یہ مسلم پرسنل لا اور مسلمانوں کے مذہبی تشخص کے خلاف تحریک کی ایک کڑی ہے مگر اسی دوران ایک وکیل صاحب کا مضمون آیا جسکا انداز کچھ ایسا تھا جس سے لوگوں کو غلط فہمی ہو سکتی تھی۔ بعض احباب نے توجہ دلائی اور کچھ لکھنے کیلئے

اصرار فرمایا اسی دوران دو مضمون اور آئے جن میں ایک مولانا صاحب کا بھی تھا ان دونوں مضامین میں بھی کچھ ایسی باتیں تھیں جو بہت ہی خطرناک تکلیف دہ اور دین کے مضبوط قلعہ کو ڈائنامیٹ کرنے والی تھیں ان تینوں مضامین سے بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہو سکتے تھے اور پھر دین کے مسلمات کو مسمار کرنے کا ایک بابِ فتنہ کھل سکتا تھا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ ضروری باتوں کی وضاحت کردی جائے۔

وکیل صاحبؒ کے مضمون کا حاصل یہ ہے۔

(۱) انہوں نے جائزہ لیا تو معلوم ہوا ناواقفیت کی وجہ سے مسلمانوں میں معمولی معمولی باتوں پر تین طلاقیں دیدیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اس لئے انکی رائے ہے کہ تین کو ایک ہی رکھا جانا چاہئے ورنہ معاشرہ میں خرابی پیدا ہوگی اور خواہ مخواہ گھر ویران ہو جائیں گے۔

(۲) اختلاف کی نوعیت یہ ہے ایک طرف مقلد حضرات ہیں دوسری طرف غیر مقلد ہیں ان کے ساتھ اہل قرآن اور شیعہ حضرات اور کچھ دانشور اور روشن خیال بھی ہیں۔

(۳) بعض حوالوں سے کچھ نام گنائے ہیں جن میں بعض صحابہ اور کچھ دوسرے نام ہیں کہ یہ بزرگ بھی تین کو ایک ہی مانتے تھے پھر ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اقوال نقل کئے ہیں۔

(۴) بعض اسلامی ملکوں کے نام گنائے ہیں کہ وہاں سنہ ۱۹۲۵ء سے تحریک اٹھی اور سنہ ۱۹۲۹ء اور سنہ ۱۹۶۱ء کے درمیان یہ قانون بن گیا کہ تین کو ایک ہی مانا جائے۔

(۵) ان کی رائے ہے کہ ہندوستان میں بھی علما دانشور ماہرین قانون اور کچھ روشن خیال مل کر بیٹھیں اور اس مسئلہ کو طے کردیں۔

(۶) غیر مقلدین کی دلیل قرآن اور احادیث ہیں مقلدین کے پاس دلیل میں قرآن کی کوئی آیت نہیں ہے صرف احادیث ہیں اور حضرت عمرؓ کا تقریری حکم ہے۔

جوابات

(۱) اس وجہ سے ناقابل اعتبار ہے کہ طلاق کے احکامات کسی مجلس قانون ساز کے مقررکردہ

نہیں ہیں جن میں کسی وکیل اور عائلی کمیشن کے جائزے سے تبدیلی کردی جائے یہ تو خدا اور رسول کے بتائے ہوئے احکامات ہیں جو انسانی مصالح اور ان کی ضروریات اور نفع ونقصان کو زیادہ جاننے پہچاننے والے ہیں۔

ہمیں یقین ہے بلکہ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ عقیدہ رکھے کہ اگر خدا اور رسول کے نزدیک تین طلاقوں کو تین ہی شمار کیا جائے گا تو معاشرہ کی بھلائی گھر اور خاندانوں کی بہتری اسی میں ہے کہ تین کو تین ہی رکھا جائے مسئلہ صرف اتنا ہے کہ شریعت میں اسکا حکم کیا ہے ویسے عقلی طور پر بھی وکیل صاحب کی اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے۔ ایسا خر دماغ شوہر کہ پانی مانگا بیوی کو لانے میں کچھ دیر ہوگئی اس نے تین طلاقیں دیدیں۔

وکیل صاحب کے نزدیک اسکو ایک رکھکر رجعت کرا دینے میں بہتری معلوم ہو رہی ہے کیا ان کے نزدیک ایسا شخص ایک مرتبہ یہ حرکت کرنے کے بعد ساری عمر دوبارہ نہیں کریگا تجربہ اور رات دن کے مشاہدات شاہد ہیں کہ ایسے آدمی کی یہ حرکتیں روزمرہ کا مشغلہ ہوتا ہے رحم کھا کر ایک دو مرتبہ اگر رجعت کرا بھی دی تو بہت جلد وہ پھر یہی حرکت کریگا اور تین مرتبہ کے بعد شاید وکیل صاحب کے نزدیک ابھی یہ کھیل ہمیشہ کے لئے بگڑ جائیگا یہ تو جب ہی مفید ہوگا کہ سرے سے طلاق ہی نہ پڑے نہ ایک نہ دو نہ تین شوہر کچھ بھی کہدے نکاح کبھی ختم ہی نہ ہو۔

۲۔ ۳۔ وکیل صاحب نے مقلد غیر مقلد فرما کر بیلنس برابر کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ غیر مقلدین کے ساتھ اہل قرآن اور شیعہ کو شامل کر کے ان کے پلڑے کو جھکانے کی کوشش کی ہے وکیل صاحب اگر یہود ونصاریٰ اور برادران وطن کو بھی شامل کر لیتے تو بات خاصی وزنی ہوجاتی

غیر مقلد آٹے میں نمک کے برابر ہیں

دنیا میں امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد رحمہم اللہ کی اقتدا کی جاتی ہے غیر مقلدوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے تمام ائمہ اور بڑے بڑے مشہور محدثین سب

تین کو تین ہی رکھنے کے قائل ہیں ایک دو حضرات جنکا نام وکیل صاحب نے لیا ہے دنیا میں آج کوئی ان کے مسالک پر عمل کرنے والا اور ان کی اتباع کرنیوالا موجود نہیں ہے اور بعض دوسرے لوگوں کی طرف یہ انتساب صحیح نہیں ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا جو نام لیا ہے کہ حضرات تین کو ایک مانتے تھے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

امام اعمشؒ کا بیان

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

ممتاز تابعی امام اعمش بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں میں نے ایک شخص کے بارے میں سنا کہ وہ حضرت علی کے بارے میں یہ بیان کر رہے تھے کہ جو ایک مجلس میں تین طلاق دے وہ ایک شمار ہوگی کوفہ میں یہ نیا فتوی تھا اس لئے لوگ جوق در جوق یہ روایت سننے کے لئے ان کے پاس آنے لگے میں بھی ایک دن اُن کے پاس پہونچا اور ان سے کہا آپ نے کس طرح سُنا ہے کہ حضرت علی ایک ہی وقت میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی سمجھتے تھے انہوں نے وہ روایت بیان کی میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ روایت کیسے پہونچی ہے انہوں نے کہا میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہے چنانچہ انہوں نے وہ تحریر پیش کی امام اعمش کہتے ہیں میں نے اسکو پڑھا تو اسمیں تحریر تھا میں نے حضرت علی سے سنا ہے وہ فرماتے تھے جب کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق دیدے تو وہ عورت بائن ہو گئی (یعنی تین طلاق پڑ گئیں) اور جب تک وہ حلالہ نہ کرے اسوقت تک وہ اسکے لئے حلال نہیں ہو سکتی امام اعمش نے کہا کہ افسوس یہ تو بالکل اس کے خلاف ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں انہوں نے کہا صحیح تو یہی ہے جو اس میں لکھا ہے مگر مجھے کچھ لوگوں نے یہ روایت اس طرح بیان کرنے پر آمادہ کیا چونکہ حضرت علی کے فتاوی عام طور پر کوفہ میں مشہور و معروف تھے اسلئے لوگوں کو تعجب ہوا اور جوق در جوق یہ نئی روایت سننے کیلئے آنے لگے تھے۔ حوالہ سنن بیہقی

جلد ۷ صفحہ ۳۳۹ و صفحہ ۳۳۰

عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت جس میں تصریح ہے کہ وہ تین کو تین سمجھتے تھے۔ سنن بیہقی جلد ۷ صفحہ ۳۳۵ پر ہے

وکیل صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ تین کو ایک ہی شمار کرتے تھے۔ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس کا فتویٰ!

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے ان کو تین ہی رکھا اور بیوی کے بائنہ ہونے کا فتویٰ دیا۔

ابوداؤد نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مجاہد سے یہ روایت دوسرے سلسلہ سند سے بھی ثابت ہے انہوں نے ابن عباس کے متعدد شاگردوں کا نام لیا ہے جنہوں نے ان سے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی نافذ کرنے کے فیصلہ کو نقل کیا ہے مثلاً عکرمہ۔ سعید ابن جبیر عطا مالک ابن حارث۔ عمرو بن دینار اس کے بعد لکھا ہے ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا ہے کہ ابن عباس کے سامنے جب یہ مسئلہ آیا تو انہوں نے تینوں طلاقیں نافذ کر دیں اور سائل کو جواب دیا کہ تمہاری بیوی تم سے الگ ہو گئی۔ حوالہ ابوداؤد شریف کتاب الطلاق

دارقطنی اور بیہقی

دارقطنی اور بیہقی نے ان میں سے ہر ایک کی روایت کو الگ الگ نقل کر دیا ہے بعض روایتیں موطا امام مالک میں بھی ہیں حضرت ابن عباس کے شاگردوں میں صرف ایک شاگرد طاؤس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دو یا تین طلاق کو ایک سمجھتے تھے اور ابن عباس سے بھی روایت کرتے تھے مگر طاؤس کے بارے میں علی ابن المدینی امام جرح و تعدیل نے معمر اور ابن طاؤس کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ابن طاؤس کہتے تھے کہ جو شخص میرے والد طاؤس کے بارے میں یہ بیان کرے کہ وہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاقوں کو ایک سمجھتے تھے وہ جھوٹا ہے۔

علامہ زاہد الکوثری نے لکھا ہے کہ یہ روایت حسین بن علی نے القضاء میں نقل کی ہے نیز اعلاء السنن جلد ۱۱ ص ۱۶۳ میں بھی موجود ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ ابن عباس کے دس جلیل القدر شاگرد یعنی ابن جبیر عطا ابن ابی رباح۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ عمرو بن دینار مالک بن حارث محمد بن ایاس۔ معاویہ بن عیاش وغیرہ ان تمام لوگوں نے ان سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو جائز رکھا اور نافذ کیا۔

ابن تیمیہ اور ابن قیم

آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم نے ہی اصل میں اس مسئلہ کو ابھارا اور آج کے غیر مقلد انہی کے اتباع میں یہ سارا ہنگامہ کر رہے ہیں۔ چونکہ ان دونوں کا تین کو ایک شمار کرنا اجماع صحابہ اور ائمہ مجتہدین اور محدثین سب کے خلاف تھا اسی لئے اس وقت کے علماء نے ان کو ضال و مضل کہا یعنی خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے

حوالہ تفسیر مظہری ج ۱ ص ۹۶

وکیل صاحب نے ابن قیم کا قول نقل کیا ہے کہ صحابہ میں سے بیس بھی اس مسئلہ پر یعنی ۳ کے وقوع پر متفق نہ تھے عجیب بات ہے یہی حافظ ابن قیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں لوگوں نے اس میں یعنی ایک کلمہ سے تین کے واقع ہونے میں چار مذاہب پر اختلاف کیا ہے ایک یہ ہے کہ تین ہی واقع ہوں گی اور یہ قول ہے چاروں اماموں کا اور جمہور تابعین کا اور بہت سے صحابہ کا۔

امام قرطبی جن کا حوالہ وکیل صاحب نے دیا ہے وہ فرماتے ہیں

قال علماءنا واتفق اهل الفتوى على لزوم ايقاع الطلاق الثلاث فى كلمة واحدة وهو قول جمهور السلف

یعنی ہمارے علماء نے کہا ہے اہل فتویٰ سب متفق ہیں ایک کلمہ سے تین طلاق کے واقع کرنے پر اور یہی قول جمہور سلف کا ہے۔

وهو قول مالك وابى حنيفة واحمد وهذا القول منقول عن كثير من السلف من الصحابة والتابعين۔ یعنی ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاق تین ہی واقع ہو جائیں گی یہ قول ہے امام ابو حنیفہ امام مالک

اور امام احمد کا اور یہی قول سلف میں سے بہت سے صحابہ اور تابعین سے منقول ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ صحابہ میں اگر کسی سے شاذ و نادر اختلاف منقول ہوا ہے تو وہ اجماع سے قبل کی بات ہے حضرت عمر کے زمانہ میں جب اجماع ہوگیا یعنی تین کے واقع ہونے پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوگیا اس کے بعد کسی ایک صحابی کا اختلاف کوئی نہیں دکھا سکتا ابن تیمیہ تو آج اس دنیا میں موجود نہیں ہیں مگر جو لوگ فخر کے ساتھ ان کے قول کو نقل کرتے ہیں ان سے ہماری درخواست ہے کہ اس اجماع کے بعد کسی معتبر کتاب کے حوالہ سے کسی ایک صحابی کا نام لیکر بتادو کہ انہوں نے اس سے اختلاف کیا ہو۔

(۴) بعض اسلامی ملکوں میں ۱۹۲۹ء اور ۱۹۶۱ء کے درمیان وہاں کی مجالس قانون ساز نے تین کو ایک ماننے کا قانون بنا دیا۔ سبحان اللہ یعنی ۱۴ سو سال کے بعد ان ممالک کے ماہرین قانون کو یہ انکشاف ہوا کہ ۱۴ سو سال سے ہمارا جو قانون تھا کہ تین طلاقیں تین ہی ہیں وہ غلط تھا صحیح یہ ہے کہ تین ایک ہیں گویا ساری امت کا ۱۴ سو سال سے جو تعامل تھا وہ غلط تھا۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ یہ کون طے کر رہا ہے۔ مغرب زدہ ذہنیت رکھنے والے انگریزی داں ماہرین قانون یعنی مختلف ممالک کے رائج الوقت قانون سے واقفیت رکھنے والے مگر قرآن و حدیث اور فقہ سے بے خبر شریعت کے احکام طے شدہ ہیں اور امت کا تعامل بھی ان کے صحیح ہونے کی بین دلیل ہے اس سلسلہ میں حضرت مولانا علی میاں صاحب کی ایک تحریر کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ ان چند قوانین کو مستثنیٰ کر کے جو مقامی رواج۔ عرف یا جاگیر دارانہ نظام کے اثر سے مسلمانوں نے اختیار کئے اور انکو انگریزی دور میں محمڈن لا میں شامل کر دیا گیا ان کا شخصی اور عائلی قانون کا اصل اور بنیادی حصہ قرآن شریف سے ماخوذ ہے اور اسکی تفصیلات و جزئیات اور تشریحات حدیث و فقہ پر مبنی ہیں۔ ان میں کچھ حصہ ایسی وضاحت و قطعیت کیساتھ قرآن مجید میں آیا ہے یا وہ ایسے تواتر کیساتھ ثابت اور ایسے تسلسل کیساتھ اسپر عمل رہا ہے یا اسپر علماء کا ایسا اجماع ہو چکا ہے کہ اسکا انکار کرنیوالا اب اصولی اور قانونی لحاظ سے دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا خواہ اسکی تشریح اور عملی تطبیق میں کتنا ہی زمانہ کا لحاظ کیا جائے اس میں تغیر و تبدل اور ترمیم کا کوئی سوال نہیں اس معاملہ میں کسی مسلم

اکثریت کے ملک کی نمائندہ حکومت اور مجلس قانون ساز کو بھی کسی تبدیلی کا اختیار نہیں اور بالفرض اگر ایسا کیا گیا یا کرنیکا ارادہ ہے تو یہ ایک تحریف کا عمل اور مداخلت فی الدین کے مرادف ہے۔

حوالہ مسلمانوں کے مسائل اور جذبات ص ۱۹

(۵) وکیل صاحب کی رائے ہے ہندوستان میں بھی علماء ماہرین قانون دانشور مل کر بیٹھیں اور تین کو ایک واقع ہونا طے کردیں۔ یعنی حکومت اور برادران وطن جو چاہتے ہیں اس کیلئے راہ ہموار ہوجائے اور مسلمانوں کا اسلامی تشخص ختم ہوجائے

مسلمانوں کا پرسنل لا اور نکاح وطلاق کے احکام خداوند قدوس اور اس کے رسول پاک کے مقرر فرمائے ہوئے ہیں یہ کسی مجلس قانون ساز کے وضع کردہ نہیں ہیں اور اب ان میں تبدیلی کا کسی کو حق نہیں پہونچتا معلوم نہیں دانشور اور ماہرین قانون بیٹھکر کیا خدا کو مشورہ دیں گے کہ آپ اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا تھا کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اب ہم دانشور اور ماہرین قانون اس کو مناسب نہیں سمجھتے لہذا یا تو آپ اس کو تبدیل فرمادیں ورنہ ہم بدل دیں گے۔

شریعت کے احکام منصوص میں کسی کو چون وچرا کا مطلق حق نہیں ہے بات صرف اتنی ہے کہ قرآن وحدیث سے کیا ثابت ہے تین یا ایک اور یہ کام صرف علماء کا ہے۔ ماہرین قانون دانشور اور روشن خیال جن کو وکیل صاحب نے دعوت دی ہے وہ کیا کریں گے کیا کسی اندھیرے میں سے روشن خیالی کے ذریعہ تین کو ایک بنالائینگے۔

(۶) فرماتے ہیں غیر مقلدوں کے پاس آیات قرآنی ہیں اور احادیث ہیں مقلدین اپنی دلیل میں صرف حدیث پیش کرتے ہیں۔ کیا وکیل صاحب کوئی آیت پیش کرسکتے ہیں جس میں یہ ہو کہ ایک کلمہ سے تین طلاق ایک بھی جاتی ہیں۔ کہتے تو ہیں قرآن سے ثابت ہے کہ تین طلاق ایک ہوگی مگر پیش کرتے ہیں۔ الطلاق مرتان۔ کو معلوم نہیں یہ دلیل کیسے بن گئی۔

اب ذرا ان کی دلیل الطلاق مرتان۔ کا حال بھی ملاحظہ فرمالیں

علامہ صاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں شروع اسلام میں جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا اور عدت میں رجوع کرلیتا تو اس کو یہ حق تھا اگرچہ وہ ایک ہزار مرتبہ طلاق دیدے پس ایک

شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر عدت ختم ہونے سے کچھ پہلے اس نے رجعت کر لی پھر اس نے کہا کہ نہ میں تجھے ٹھکانہ دوں گا اور نہ تو میرے غیر کیلئے کبھی حلال ہوگی اس پر قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الآیۃ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی طلاق دینا کہ رجعت کا حق باقی رہے دو مرتبہ ہے علامہ صاوی لکھتے ہیں علیحدہ علیحدہ دو مرتبہ دے یا ایک ہی مرتبہ دو مثلاً کہدے میں نے تجھے دو طلاق دی اس کے بعد آگے ہے۔ فان طلقہا فلا تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ علامہ صاوی کہتے ہیں یعنی اگر تیسری طلاق دیدے برابر ہے دو واقع ہوئی ہوں دو مرتبہ میں یا ایک مرتبہ میں معنی یہ ہیں پس اگر ثابت ہو جائیں تین طلاقیں ایک ہی مرتبہ میں یا چند مرتبہ میں تو بغیر حلالہ کے کام نہیں چلے گا یعنی عورت مغلظہ ہو جائے گی۔ مثلاً مرد کہدے کہ تیرے اوپر تین طلاق یا طلاق البتۃ۔ علامہ صاوی کہتے ہیں اس پر سب کا اجماع ہے اور یہ قول کہ تین طلاقیں ایک ہی مرتبہ میں واقع نہیں ہوں گی مگر ایک طلاق تو یہ بات سوائے ابن تیمیہ حنبلی کے کسی اور سے نہیں پہچانی گئی اور ابن تیمیہ پر انہی کے مذہب کے اماموں نے رد کیا ہے یہاں تک کہ علماء نے ان کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا تک کہا ہے اور اس قول کی نسبت امام اشہب مالکی کیطرف باطل ہے۔

حوالہ

صاوی صفحہ ۹۵-۹۶
جلد ۱

شان نزول کی بنیاد پر آیت کا منشا یہ ہے کہ مردوں نے عورت کو جو غلام بنا رکھا تھا کہ طلاق دیدی پھر لوٹا لیا اور اس کی کوئی حد نہیں تھی قرآن نے اسکی حد مقرر کی کہ دو طلاق تک تو رجعت کا حق ہے تین کے بعد یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا تین طلاق مغلظہ ہوتی ہیں اور دو تک رجعی قرآن کے انداز سے جہاں یہ اشارہ ملتا ہے کہ انسانی حالات مختلف ہوتے ہیں کبھی طلاق کے بعد رجعت کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اس لئے قرآن نے طلاق کی دو قسمیں کیں ایک رجعی دوسری مغلظہ یعنی دو تک رجعی یعنی ایک مرتبہ طلاق دی پھر کچھ عرصے کے بعد طلاق دی یا یوں کہدیا میں نے تجھے دو طلاق دیں تو دونوں صورتوں میں رجعی ہوگی تیسری کے بعد رجعت کا حق ختم ہو جائیگا۔ وہاں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ تین طلاقیں مغلظہ ہوتی ہیں تیسرا اشارہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس انسانی مصلحت و ضرورت کی بنیاد پر طلاق کی دو قسمیں کی گئی ہیں یعنی رجعی اور مغلظہ اس کی زیادہ تکمیل اس میں ہے کہ طلاق ایک

ایک کر کے دے تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

یہ ہے قرآن کی آیت جسے غیر مقلدین اپنی دلیل بتلاتے ہیں اور حضرت عمرؓ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں غیر مقلدین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی دلیل پکڑتے ہیں جسکو مختلف الفاظ سے طاوس نے روایت کیا ہے۔ طاوس کی مرویات میں سب سے زیادہ واضح الفاظ جس روایت کے ہیں وہ اصلاح ہے۔

کہ ایک شخص ابو صہباء حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بہت سوال کرتا تھا اس نے ایک بار ابن عباسؓ سے کہا کیا آپ کو اس کا علم ہو گا کہ عہد نبوی عہد صدیقی اور ابتداء عہد فاروقی میں تین طلاق ایک ہی سمجھی جاتی تھیں عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہاں۔

ہیئت کبار العلماء

سعودی عرب میں مختلف ممالک کے ممتاز اہل فتوی علماء کی ایک مجلس قائم ہے جس میں اہم مسائل کے بارے میں قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں فیصلے ہوتے ہیں تین طلاقوں کے بارے میں بحث و مباحثہ کے بعد دلائل کی روشنی میں جو فیصلہ ہوا وہ ہیئت کبار العلماء کے نام سے مطبوعہ ہے اس کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

اوپر ذکر کی گئی طاؤس کی روایت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

بہت سے محدثوں نے اس حدیث کو مختلف وجوہ سے ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث سند اور متن دونوں اعتبار سے مضطرب ہے۔ سند کا اضطراب تو یہ ہے کہ کبھی تو روایت کیا طاؤس سے اور طاؤس نے ابن عباس سے اور کبھی طاؤس سے اور طاؤس نے ابو صہباء سے اور ابو صہباء نے ابن عباس سے اور کبھی ابوالجوزاء سے اور انہوں نے ابن عباس سے۔ متن کا اضطراب یہ ہے کہ ابو صہباء نے کبھی تو کہا کیا تو نہیں جانتا کہ آدمی دخول سے پہلے جب تین طلاق دیا کرتا تھا تو لوگ اس کو ایک ٹھہراتے تھے اور کبھی کہا کہ تین طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے زمانہ اور شروع خلافت عمر میں ایک تھی اور محدثین کے نزدیک اضطراب سے حدیث قابل احتجاج

نہیں رہتی۔

امام احمدؒ کا قول

امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ طاؤس کے سوا ابن عباسؓ کے تمام شاگرد اس کے خلاف بیان کرتے ہیں جیسا کہ ہم تمام شاگردوں کے نام اور انکی روایت پہلے ذکر کر آئے ہیں جوزجانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے ابن الہادی نے ابن رجب سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کی طرف زمانہ قدیم میں توجہ کی تو مجھے اسکی کوئی اصل نہیں ملی۔ بیہقی نے طاؤس کے علاوہ ابن عباسؓ کے تمام شاگردوں سے اس کے خلاف روایتیں نقل کرنے کے بعد ابن منذر کی طرف سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ ابن عباس کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کے خلاف فتویٰ دیں گے۔ (یعنی جب ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے تو یہی سمجھا جائے گا کہ ان کی طرف اس روایت کی نسبت صحیح نہیں ہے)

ابن ترکمانی نے کہا ہے کہ ثقات کی روایت چونکہ طاؤس کی روایت کے خلاف ہے۔ اس لئے ابن عباسؓ سے طاؤس کی روایت صحیح نہیں اور اگر ہو بھی تب بھی ابن عباس کا قول ان صحابہ کے اوپر حجت نہیں ہوسکتا جو ان سے اجل اور زیادہ علم والے ہیں اور وہ ہیں۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ ابن مسعود۔ ابن عمر وغیرہ۔

امام احمد بن حنبل نے اثرم اور ابن منصورؒ سے فرمایا کہ میں نے اس روایت کو قصداً ترک کر دیا (یعنی اپنی کتاب میں نہیں لکھا) اس لئے کہ حفاظ کی روایت اس کے خلاف ہے۔

امام بیہقی

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے امام بخاری نے اس روایت کو قصداً ترک کر دیا یہ روایت اس لئے بھی ناقابل اعتبار ہے کہ اس میں ایسی حالت کا بیان ہے۔ جو سب کے نزدیک مشہور و مسلم تھی۔ مگر کیا بات ہے کہ ابن عباس اور ان سے صرف طاؤس ہی راوی ہیں اس کو

کسی اور نے بیان کیوں نہیں کیا جبکہ اس کے دواعی موجود تھے بلکہ طاؤس کے سوا ابن عباس کے تمام شاگرد اس کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ یہ بات علماء اصول کے نزدیک حدیث کو غیر صحیح بنا دیتی ہے۔ ابن حاجب اور صاحب جمع الجوامع نے اس اصول کو اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ ابن حاجب نے اس کو ایک مثال سے بھی سمجھایا ہے مثلاً ایک آدمی یہ خبر دے کہ شہر میں ممبر پر خطبہ دیتے وقت خطیب کو قتل کر دیا گیا اور اس ایک آدمی کے علاوہ کوئی بھی اس کی خبر نہ دے تو اس شخص کو یقینی طور پر کاذب خیال کیا جائیگا۔ اب غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسی بات جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم عہد صدیقی اور خلافت فاروقی کے ابتدائی عہد میں مشہور اور متفق علیہ تھی اس کو نقل کرنے والے ابن عباس کی زبانی صرف طاؤس ہیں اور ابن عباس کے دوسرے شاگرد اس کے خلاف کے راوی ہیں اور ابن عباس کے علاوہ صحابہ میں سے کوئی بھی اس کے راوی نہیں ہیں آخر ایسا کیوں ہے۔ اب کہنا پڑیگا کہ یا تو حدیث غیر صحیح ہے یا اس کا مطلب وہ نہیں جو ہم خیال کر رہے ہیں۔ مثلاً ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق تین لفظوں سے ہو اور عورت غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق سے قصہ ختم ہو جائیگا باقی دو بیکار گئیں کیونکہ اب عورت طلاق کا محل نہیں رہی (جیسا کہ ابو صہباء کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے۔

اور بھی دوسرے مطلب ہو سکتے ہیں جنکو کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے قاضی اسمٰعیل نے اپنی کتاب احکام القرآن میں کہا ہے طاؤس فضل وصلاح کے باوجود منکر اشیاء کو بیان کرتے ہیں انھیں میں سے یہ حدیث بھی ہے۔

ایوب سے روایت ہے کہ وہ طاؤس کی کثرت خطا پر تعجب کیا کرتے تھے۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ اس حدیث میں طاؤس سے شذوذ ہوا ہے یعنی ان کی یہ روایت ثقات کی روایت کے خلاف ہے۔ ابن رجب نے فرمایا ہیکہ مکہ کے علماء طاؤس پر ان اقوال میں انکار کرتے تھے جو ثقات کی روایت کے خلاف ہوتے۔ علامہ قرطبی نے ابن عبد البر سے نقل کیا ہے کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے شام حجاز اور مغرب کے فقہاء میں سے کسی نے اس

کی طرف میلان نہیں کیا۔

حوالہ ہیئت کبار العلماء صفحہ ۶۸-۱۶۹

ابن قیم نے تہذیب السنن میں ابن العربی کی کتاب الناسخ والمنسوخ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگوں سے لغزش ہوئی پس انہوں نے کہا کہ ایک کلمہ میں تین طلاقیں لازم نہیں ہوں گی اور انہوں نے اس کو ایک طلاق ٹھہرایا اور اس کی نسبت سلف اول کی طرف کر دی چنانچہ انہوں نے بواسطہ حجاج بن ارطاۃ علی، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، ابن مسعود، ابن عباس سے اس کو نقل کر دیا۔ اور انہوں نے اس بارے میں ایک حدیث بیان کی جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ابن عربی نے کہا صحابہ کی طرف یہ نسبت کذب محض ہے اس کی اصل نہ کسی کتاب میں ہے نہ کسی سے اس قسم کی روایت ہے اور حجاج بن ارطاۃ کی روایت ملت میں غیر مقبول ہے اور اس کا کسی امام نے اعتبار نہیں کیا ہے۔

حوالہ ہیئت کبار العلماء صفحہ ۱۶۸

تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی یہ اکثر اہل علم کا قول ہے اس کے قائل حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ عبداللہ بن عباس۔ ابن عمرو۔ ابن العاص۔ ابن عمر۔ ابن مسعود وغیرہ صحابہ ہیں اور اسی کے قائل ائمہ اربعہ ابوحنیفہ۔ شافعی۔ مالک۔ احمد اور ابن ابی لیلیٰ اور اوزاعی ہیں۔ ابن عبدالہادیؒ نے ابن رجبؒ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ میں سے کسی سے اور تابعین میں کسی سے اسی طرح ائمہ سلف میں جن کا قول حلال و حرام میں معتبر ہوتا ہے کسی سے کوئی واضح شئی اس بارے میں نہیں ہے کہ انہوں نے دخول کے بعد تین طلاق کو ایک بتایا ہو جبکہ وہ ایک لفظ سے دی جائیں

حوالہ ہیئت کبار العلماء صفحہ ۱۶۸

اگر واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کے زمانہ میں تین کو ایک شمار کیا جاتا تھا تو جب حضرت عمر نے انکو تین قرار دیا تو ابن عباس کیوں خاموش رہے اور نہ صرف ابن عباس بلکہ کسی ایک صحابی نے بھی انکار نہیں فرمایا صحابہ کی شان سے یہ بات محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کسی حکم کی تبدیلی پر وہ سکوت اختیار کرتے جب کہ خود ابن عباس اور دیگر صحابہ

سے بہت سے دوسرے موضوعوں پر حضرت عمرؓ سے اجتہادی مسائل میں اختلاف اور انکار کتب حدیث میں موجود ہے۔

آج پندرھویں صدی کے وکلا اور غیر مقلدین کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور قرآن کی آیت کا اتنا خیال ہو کہ زمین آسمان ایک کر دیں مگر نبی کریم کے صحابہ کو نہ سنّت رسول کا خیال آیا اور نہ قرآن کا نہایت خاموشی کیساتھ حضرت عمر کی اس تبدیلی کو گوارہ کر لیا اور خود بھی اس پر عمل شروع کر دیا۔ صحابہ اور خود حضرت عمرؓ کیا یہ ہمت کر سکتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کے خلاف فیصلہ فرمادیں مشہور حدیث ہے کہ ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا مسلمان مطمئن نہیں ہوا اور یہودی کو لیکر حضرت عمرؓ کے پاس پہونچا اور ان سے فیصلہ کرنے کیلئے کہا حضرت عمر کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما چکے ہیں تو تلوار سے مسلمان کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو آپ کے فیصلہ کو نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے۔

صحابہ میں بیس صحابی فقہاء اور اہل فتوی تھے جن کے فتوی پر تمام لوگ عمل کرتے تھے ان میں سے ایک زید بن ثابت بھی ہیں

طحاوی شریف میں روایت ہے کہ عبید بن رفاعہ اپنے والد رفاعہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک ایک شخص آیا اور کہا امیر المومنین زید بن ثابت جنابت سے غسل کے بارے میں اپنی رائے سے لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں حضرت عمر نے حکم دیا زید کو فوراً جلدی بلا کر لاؤ وہ آگئے تو حضرت عمر نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں یہ خبر پہونچی ہے کہ غسل جنابت کے بارے میں تم مسجد نبوی میں اپنی رائے سے لوگوں کو فتویٰ دیتے ہو حضرت زید نے کہا واللہ میں نے اپنی رائے سے فتوی نہیں دیا بلکہ میں نے اپنے چچوں سے کچھ سنا تھا اسی کو میں نے کہا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کون سے چچوں سے انہوں نے کہا ابی بن کعب اور ابو ایوب اور رفاعہ بن رافع سے حضرت عمر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ نوجوان کیا کہہ رہا ہے رفاعہ نے کہا بات یہ ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کرتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا میں نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے پاس لوگوں کو بلا کر لاؤ لوگ جمع ہوئے ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تو سب کا اسپر اتفاق ہوا کہ الماء من الماء پانی نکلنے سے غسل فرض ہوگا مگر حضرت علیؓ اور معاذ بن جبل نے اس سے اختلاف کیا انہوں نے کہا التقاء ختانین سے ہی غسل فرض ہو جائیگا رفاعہ نے کہا امیر المومنین اس مسئلہ کا علم سب سے زیادہ ازواج مطہرات کو ہوگا حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہ سے دریافت کرایا انہوں نے لاعلمی ظاہر کی تو حضرت عائشہ کے پاس آدمی بھیجا انہو نے التقاء ختانین سے غسل کو فرض فرمایا حضرت عمرؓ نے اس کے بعد سختی سے فرمایا کہ اگر آئندہ کسی کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ اس نے ایسا کرنے کے بعد التقائے ختانین کے بعد غسل نہیں کیا تو میں اسکو سخت ترین سزا دونگا

مولانا طحاوی شریف صہ ۳۹

یہ ہیں حضرت عمرؓ جن کے بارے میں مشہور کیا جارہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف تین طلاقوں کو تین قرار دیدیا تھا۔

محدثین کا اتفاق

محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی ایسے مسئلہ میں جس میں اجتہاد اور عقل کو دخل نہ ہو کسی صحابی کی رائے اگر حدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں یہی حکم سنا ہوگا۔

مولانا شبلی لکھتے ہیں

محدثین کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے کہ صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جس میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں تو گو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی

ہو گا کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور واقعی یہ اصول عقل کے مطابق ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام ممالک میں لکھ بھیجا کہ زکوٰۃ فلاں فلاں چیزوں پر فرض ہے اور اس حساب سے فرض ہے تو اس احتمال کا محل نہیں کہ حضرت عمر خود شارع ہیں اور اپنی طرف سے احکام صادر فرماتے ہیں لامحالہ اس کے یہی معنی ہوں گے کہ آنحضرت نے زکوٰۃ کے متعلق یہ احکام صادر فرمائے تھے زیادہ سے زیادہ اس احتمال کا موقع باقی رہتا تھا کہ حضرت عمر نے حدیث کا مطلب صحیح نہیں سمجھا اور اس لئے ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدار کی تعداد کو فرض نہ کہا ہو بلکہ حضرت عمر نے اسکو اپنی فہم کے مطابق فرض سمجھا لیکن یہ احتمال خود ان احادیث میں بھی قائم رہتا ہے جن میں صحابی نے علانیہ آنحضرت ﷺ کا نام لیا ہو اس اصول کی بنا پر حضرت عمر نے خطبوں میں تحریری ہدایتوں میں فرامین میں نماز روزہ حج، زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق جو اصولی مسائل بیان کئے وہ درحقیقت آنحضرت ﷺ کے احکام ہیں گو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا نام نہ لیا ہو۔

الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۰-۷۱

تین طلاقوں کا مسئلہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ اس میں عقل کو دخل دینے کی گنجائش نہیں لہٰذا یہی ماننا پڑیگا کہ حضرت عمر اور تمام صحابہ کے علم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم تھا کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں تین ہی رہینگی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو سنت پر عمل کریں گے قرآن پر عمل کریں گے اس کے ہم مکلف ہیں حضرت عمر کی بات ماننے کے ہم مکلف نہیں ہیں یہ لوگ نہ قرآن کو سمجھیں نہ سنت کو نہ صحابہ کے مقام کی ان کو خبر اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مرتبہ سے واقف۔ اس کے باوجود اس گستاخی اور جرأت و بیباکی کو کیا کہا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کا اقتدا کرنا

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے۔
مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۷

بخاری ومسلم میں حدیثیں موجود ہیں جن میں تصریح ہے کہ چار موقعوں پر حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق وحی نازل ہوئی مشہور حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو۔ ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے طریقہ کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا اب جو لوگ کہتے ہیں ہم عمر کی بات کو نہیں مانیں گے ہم تو سنّت پر عمل کریں گے ذرا خود فیصلہ کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بغاوت کرنے والے کس درجہ کے سنّت پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عمر کے خوف سے صحابہ نے سکوت اختیار کیا۔ استغفر اللہ موصوف کی ہمت کو داد دیجئے شاید اس قسم کے لوگوں نے صحابہ کو بھی اپنے جیسا ہی خیال کر رکھا ہے۔

قرآن نے صحابہ کے بارے میں کہا کہ وہ آپس میں رحمت و شفقت کا معاملہ کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں سخت ہیں۔

مولانا شبلی نے لکھا ہے اخلاق کی پختگی اور استواری کا اصل سرچشمہ آزادی وجود داری ہے اس لئے حضرت عمر نے اسپر بہت توجہ کی اور یہ وہ خصوصیت ہے جو حضرت عمر کے سوا اور خلفاء کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بنو امیہ تو شروع ہی سے آزادی کے دشمن نکلے یہاں تک کہ عبدالملک نے قطعی حکم دیدیا کہ کوئی شخص اس کے احکام پر زبان نہ کھولنے پائے۔ حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ نے البتہ آزادی سے تعرض نہیں کیا لیکن اس کے خطرات کی روک تھام نہ کر سکے جسکی بدولت حضرت عثمان کی شہادت کی نوبت پہونچی اور جناب امیر کو جمل و صفین کے معرکے جھیلنے پڑے برخلاف اس کے حضرت عمر نے نہایت اعلیٰ درجہ کی آزادی قائم رکھنے کے ساتھ حکومت کے جبروت میں ذرا کمی نہ آنے دی۔ مختلف موقعوں پر تقریر و تحریر سے جتا دیا کہ ہر شخص ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے اور ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی کسی کے آگے ذلیل ہوکر نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں حضرت عمر کے اس طریقہ عمل نے لوگوں کو جس قدر آزادی اور صاف گوئی پر دلیر کر دیا تھا اسکا صحیح اندازہ ذیل کے واقعات سے ہوگا۔

ایک دفعہ انہوں نے ممبر پر چڑھ کر کہا صاحبو اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم لوگ کیا کرو گے ایک شخص وہیں کھڑا ہو گیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر بولا کہ تمہارا سر اڑا دیں گے حضرت عمر نے اس کے آزمانے کو ڈانٹ کر کہا کہ کیا تو میری شان میں یہ لفظ کہتا ہے اس نے کہا ہاں ہاں تمہاری شان میں۔ حضرت عمر نے کہا الحمد للہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ میں کج ہوں گا تو وہ مجھ کو سیدھا کر دیں گے۔

عراق کی فتح کے بعد اکثر بزرگوں نے عیسائی عورتوں سے شادیاں کر لی تھیں حضرت عمرؓ نے حذیفہ بن الیمان کو لکھا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ حکم آپ کی ذاتی رائے ہے یا کوئی شرعی حکم ہے حضرت عمر نے لکھا یہ میری ذاتی رائے ہے حذیفہ نے لکھ بھیجا کہ آپ کی ذاتی رائے کی پابندی ہم لوگوں پر ضروری نہیں۔ چنانچہ باوجود حضرت عمر کی ممانعت کے کثرت سے لوگوں نے شادیاں کیں

الفاروق ۲ ص ۲۰۷-۱۷۴

حذیفہ ابن الیمان فرماتے تھے میں حضرت عمر کے پاس گیا تو میں نے ان کو متفکر اور غمگین دیکھا میں نے دریافت کیا امیر المومنین آپ مغموم کیوں ہیں آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کوئی گناہ کر بیٹھوں اور تم میں سے کوئی بھی میری تعظیم کے خیال سے مجھے فعل بد سے نہ روکے۔ حذیفہ نے فرمایا بخدا اگر ہم آپ کو حق سے دور دیکھیں گے تو ضرور روکیں گے اور اگر آپ نہ رُکے تو آپ کو تلوار سے قتل کر دیں گے حضرت عمر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے دوست ایسے بنائے ہیں کہ اگر میں کجروی کروں گا تو مجھے سیدھا کر دیں گے

اخلاق الصالحین ص ۲۲۳ مطبوعہ کراچی

اب ایک طرف قرآن ہے اور اس میں خداوند تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ صحابہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں آپس میں شفقت و رحمت کا معاملہ کرنے والے ہیں دوسرے

اوپر ذکر کی گئی احادیث اور واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے دینی امور میں حضرت عمر کتنے نرم تھے اور صحابہ اس معاملہ میں ان کے سامنے کتنے دلیر تھے بلکہ خود حضرت عمر اس سلسلہ میں صحابہ کو وقتاً فوقتاً عملی ترغیب دیتے تھے کہ میرے ساتھ دینی امور میں میرے منصب کے خیال سے کوئی رعایت نہ کی جائے۔ اب کسی کا یہ کہنا کہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کے حکم یا ان کی رائے کے خلاف لب کشائی کرتا یا ان کی ہاں میں ہاں نہ ملاتا۔ اس لئے مسئلہ طلاق پر صحابہ کا اجماع محل اشکال ہے ایسے لوگ خود ہی اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ ان کے گستاخ قلم نے کیا لکھ دیا اس نے نہ صرف حضرت عمر بلکہ تمام ہی صحابہ کی عدالت اور دینی حمیت پر ہاتھ صاف کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کا ذکر چل رہا تھا کہ محدثین کے نزدیک اس روایت کی صحت محل نظر ہے اور جس طرح اس ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طلاق کو ایک شمار کیا جاتا تھا صرف اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں اس کے خلاف فیصلہ ہوا اس کا ثبوت بھی کسی اور روایت سے نہیں ہے۔ پہلے حصہ سے متعلق تمام اشکالات یہاں بھی ہیں۔ اتنا اہم واقعہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے خلاف فیصلہ کیا گیا یہ کوئی معمولی بات نہ تھی اس کو بڑی کثرت سے صحابہ کو بیان کرنا چاہئے تھا اگر حضرت عمر کے سامنے صحابہ ڈرتے تھے تو ان کی وفات کے بعد تو صحابہ کو بیان کرنا چاہئے تھا مگر کیا بات ہے کہ حضرت عمر کے اس فیصلے کے راوی بھی ابن عباس سے صرف طاؤس ہی ہیں جن کی روایت کا محدثین اعتبار نہیں کرتے اور دوسرا کوئی اسکا ناقل نہیں۔

غیر مقلدین اور ان پر قربان ہونے والوں کے پاس ایک تو یہ حدیث ہے بلکہ سب سے بڑی اور وزنی دلیل ان کی یہی ہے جس پر ایک طلاق کا قصر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا حال معلوم ہو چکا دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو ابن عباس ہی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا رکانہ کے والد عبد یزید نے اپنی عورت ام رکانہ کو طلاق دیدی اور ایک دوسری عورت سے شادی کرلی مگر

دوسری عورت سے نباہ نہ ہوسکا۔ یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے عبد یزید سے کہا کہ تم اپنی پہلی بیوی کو واپس بلالو انہوں نے کہا میں نے تین طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم ہے تم رجوع کرلو گرچہ یہ روایت دوسرے الفاظ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اس میں ابو رکانہ (رکانہ کے والد) کے بجائے خود رکانہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اور اس میں لفظ ثلاثہ (تین) کے بجائے البتہ (قطعی) کا لفظ ہے۔

ابوداؤد شریف

اب کن الفاظ کو صحیح مانا جائے دوسرے علامہ خطابی فرماتے ہیں اس روایت کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ابن جریج سے ابو رافع کے خاندان کے بعض افراد نے روایت کی ہے۔ جنکا نام نہیں لیا ہے اس لئے یہ روایت قابل صحت نہیں ہے۔ یہ ہے غیر مقلدین کی کل کائنات جسکا حال آپ کے سامنے آگیا۔

قرآن کی وہ آیت جو جمہور کی دلیل ہے

اب ہم قرآن کی وہ آیت جو جمہور کی دلیل ہے جس کو امام نووی نے بھی لکھا ہے بتلاتے ہیں سنئے اور غور سے سنئے۔ سورہ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن۔ جب تم طلاق دو تو عدت کے وقت طلاق دو۔

مفسرین نے اس کا یہ مطلب لکھا ہے کہ طلاق طہر اور پاکی کی حالت میں ہو حیض کی حالت میں نہ ہو دوسرے طلاق ایسی ہو کہ اس کے بعد ایسی عدت ہو کہ شوہر کو رجعت کا حق ہو تین طلاق کے بعد رجعت کا حق باقی نہیں رہتا لہذا اثنائے حیض میں طلاق دینا اور ایک کلمہ سے تین طلاق دینا دونوں کی ممانعت فرمائی آگے فرماتے ہیں۔

وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ لاتدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ یعنی یہ خدا کی حدیں یعنی احکام ہیں اور جو کوئی خدا کی حدوں سے تجاوز کریگا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

اب غور فرمائیے ممانعت کے باوجود حالت حیض میں طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے۔

عبداللہ بن عمر کی حدیث

عبداللہ بن عمر کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے حالت حیض میں طلاق دی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر خفا ہوئے تھے اور رجعت کا حکم فرمایا تھا اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو کچھ ہوا ہی نہ تھا تو پھر خفگی کیسی اور کس بات پر خفگی اور رجعت کے کیا معنی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حالت حیض میں طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کرنیکا امر فرمایا ابن عمر نے آپؐ سے دریافت کیا اگر میں نے ایک ساتھ تین طلاق دیدی ہوتیں تو کیا اس کے بعد بھی رجوع کرسکتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تم رجوع نہیں کرسکتے تھے۔ وہ تم سے بالکل جدا ہوجاتی اور تمہارے اوپر گناہ بھی ہوتا یہ روایت طبرانی اور بیہقی میں تفصیل کے ساتھ اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔

اس سے معلوم ہوا حالت حیض میں طلاق پڑجاتی ہے اور تین بھی پڑجاتی ہیں پھر قرآن نے کہا جو حدوں سے تجاوز کریگا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ظاہر ہے ظلم تو اسی وقت ہوگا جب طلاق واقع ہو اگر حیض میں طلاق واقع نہ ہو اور تین کے بجائے ایک پڑے تو نہ حدوں سے تجاوز ہوگا نہ وہ ظالم ہوگا۔

جب کوئی بات ہوئی ہی نہیں تو ظلم کیسا حدود سے تجاوز اور ظلم اسی وقت ہوگا جب تینوں واقع ہوں۔

اسی لئے جمہور علماء فرماتے ہیں کہ طلاق تینوں واقع ہونگی لیکن وہ شخص گناہ گار ہوگا حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہمارے بعض باپوں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا وہ تین طلاق سے جدا ہوگئی گناہ کے اندر اور نو سو ستانویں طلاق کا وہ مالک ہے

نہیں۔

حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ جب ان کے پاس تین طلاق دینے والا شخص لایا جاتا تو وہ اس کو پیٹتے تھے۔

وقال عبادة بن الصّامت طلق بعض آبائنا امرأته الفافذكر ذالك للنبى صلى الله عليه وسلم فقال بانت بثلاث فى معصية وتسعمائة وسبعة و تسعون فيما لا يملك وكان عمر رضى الله عنه لا يوتى برجل طلق امرأته ثلاثا الا اوجعه ضربا۔

الجوهرة النيرة ص
جلد ۲

کیا جن چیزوں کی شرعاً ممانعت ہے ان کے کرنے سے ان کا وقوع نہ ہوگا ظاہر ہے وقوع تو ہوگا مگر حکم کی خلاف ورزی کیوجہ سے گناہگار ہوگا۔ ناحق کسی کو قتل کرنے کی ممانعت ہے مگر کسی نے قتل کر دیا تو قتل تو ہو ہی جائے گا البتہ قاتل گناہگار ہوگا۔

آیت شریفہ میں اخیر میں ہے ۔ لاتدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا
یعنی اسکو خبر نہیں شاید اللہ پیدا کردے اس طلاق کے بعد نئی صورت علماء نے اسکا یہ مطلب
لکھا ہے کہ طلاق دینے والے کو طلاق کے بعد کبھی ندامت اور شرمندگی لاحق ہوتی ہے ۔
مگر بینونت واقع ہونے کی وجہ سے اب اس کا تدارک ممکن نہیں ہے تو اگر تین ۔
طلاقیں واقع نہ ہوں بلکہ ایک رجعی واقع ہو تو ندامت وشرمندگی کیسی وہ رجعت کرے گا
ندامت تو اسی وقت ہوگی جب تینوں طلاقیں واقع ہوں اور عورت بائنہ ہوجائے

حدیث رکانہ

جمہور نے حضرت رکانہ کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جو ابوداؤد شریف میں ہے
انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دیدی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا
کہ تم قسم سے کہو کہ تم نے اس لفظ سے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا یہ اسکی دلیل ہے کہ اگر وہ
تین کا ارادہ کرتے تو تین واقع ہوجاتیں ورنہ آپ کے قسم لینے کے کوئی معنی نہیں تھے

نووی علی مسلم
صفحہ ۴۷۸ جلد اول

فآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام
علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وعلی من
تبعهم باحسان الی یوم الدین تمت بالخیر۔

طلاقِ سکران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاق سکرانُ

گذشتہ سال فقہ اکیڈمی کے بارہویں سمینار میں طلاق سکران کا مسئلہ زیر بحث آیا اور تجاویز پاس کی گئیں اس کے بعد کئی ماہ تک اخبارات میں یہ بحث چھڑی رہی اسی دوران دیوبند میں طلاق سکران پر سمینار منعقد ہوا اور فیصلے کئے گئے۔ اخبارات میں جب یہ بحث چل رہی تھی اسی وقت میں نے ایک مضمون لکھکر اخبارات کو بھیجا تھا۔

اب جب کہ تین طلاقوں سے متعلق مضمون کو کتابچے کی شکل میں شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس مضمون کو بھی شامل اشاعت کرنا مناسب معلوم ہوا تاکہ زیادہ سے زیادہ حضرات تک یہ تحریر پہونچ جائے۔

واللہ ولی التوفیق

وہ مشروبات جن سے نشہ ہوتا ہے وہ مختلف چیزوں سے بنائے جاتے ہیں۔ انگور کے عرق سے جو شراب بنتی ہے قرآن وحدیث میں اسکو خمر فرمایا گیا ہے۔ یہ نجس اور ناپاک ہے اور اس کا ایک قطرہ پینا بھی حرام ہے اسی لئے اس کے پینے سے نشہ نہ ہو تب بھی اس کے پینے والے پر حد لگائی جائیگی۔

الخمر وھو عصیر العنب یعنی النی منہ اذا غلا واشتد وقذف بالزبد
والکلام فی الخمر فی عشرۃ مواضع الثامن ان یحد شاربھا وان لم یسکر منھا
لقولہ علیہ السلام من شرب الخمر فاجلدہ فان عاد فاجلدوہ وان عاد فاجلدوہ
جوھرۃ نیرہ

خمر وہ انگور کا عرق ہے جب جوش مارے اور اس میں تیزی پیدا ہوجائے اور جھاگ دینے لگے خمر میں دس مواقع میں گفتگو ہے، آٹھواں موقع یہ ہے کہ اسکے پینے والے پر حد لگائی جائیگی اگرچہ نشہ نہ آیا ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جو شراب پئے اسکے حد لگاؤ پھر پئے تو پھر حد لگاؤ پھر پئے تو پھر حد لگاؤ۔

ثم الخمر حرام قليلها وكثيرها ومن شرب
منها قليلا وجب عليه الحد ومن شرب
منها مقدار ما يصل الجوف وجب عليه الحد

خمر قلیل اور کثیر سب حرام ہے جو آدمی تھوڑی سی
بھی پی لے تو اسپر حد واجب ہے جو آدمی اتنی مقدار
پی لے کہ وہ پیٹ تک پہونچ جائے تو اسپر حد واجب ہے

جوہرہ نیرہ

دوسرے زمانہ سابق میں وہ مشروبات بھی استعمال کئے جاتے تھے جو مختلف غلوں
پھلوں اور میووں سے تیار کئے جاتے تھے انکا حکم اس طرح ہے۔

ونبيذ التمر والزبيب اذا طبخ كل واحد
منهما ادنى طبخ فهو حلال وان اشتد اذا
شرب منه ما يغلب على ظنه انه لا يسكر
من غير لهو ولا طرب هذا عندهما وقال
محمدؒ وهو حرام والخلاف فيما اذا شربه
للتقوى في الطاعة اولاستمراء الطعام
اوللتداوي والا فهو حرام بالاجماع

جوہرہ نیرہ

کھجور اور کشمش کی نبیذ جب ان میں سے ہر ایک کو
تھوڑا سا پکا لیا جائے تو وہ حلال ہے اگرچہ
اسمیں تیزی پیدا ہو جائے جب اس کی اتنی
مقدار پئے جس کے بارے میں اس کا گمان
ہو کہ اس سے نشہ نہیں ہوگا اور یہ (حلال)
جب ہے جب لہو اور مستی کیلئے نہ پئے۔ یہ
حکم امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک
ہے اور امام محمد نے فرمایا وہ حرام ہے یہ اختلاف
اس صورت میں ہے جب طاعت اور عبادت
میں قوت حاصل کرنے کیلئے یا کھانا ہضم کرنے
کیلئے یا بطور دوا کے پئے ورنہ وہ بالاجماع
حرام ہے۔

ونبيذ العسل والشعير والحنطة والذرة
حلال وان لم يطبخ هذا عند
ابي حنيفة وابي يوسف اذا شربه

شہد جو گیہوں اور جوار وغیرہ کی نبیذ حلال ہے
اگرچہ اس کو پکایا نہ گیا ہو یہ حکم امام
ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک

بغیر لهو ولا طرب وکذا المتخذ من الدخن والاجاص والمشمس ونحوه جوهرہ نیرہ

ہے اور یہ اس وقت ہے جب لہو اور مستی کیلئے نہ پئے اور یہی حکم اس نبیذ کا ہے جو باجرہ آلو بخارہ اور زردالو وغیرہ سے بنائی جائے

وهل يحد في شرب المتخذ من الحبوب اذا سكر منه قال الخجندي لا يحد وصحح في الهداية انه يحد لان الفساق يجتمعون اليه كاجتماعهم على سائر الاشربة بل فوق ذالك ثم اذا سكر من الاشربة المتخذ من الحبوب لا يقع طلاقه عند ابي حنيفة بمنزلة النائم وذاهب العقل بالبنج وقال محمد يقع طلاقه كما في سائر الاشربة المحرمة وهذا الخلاف فيما اذا شربه للتداوي اما اذا شربه للهو والطرب فانه يقع طلاقه بالاجماع (جوهره نيره صفحہ ۲۷۰-۲۶۹ ج ۲)

کیا غلوں سے بنائی گئی نبیذ کے پینے سے جب نشہ ہو گا تو اس پر حد لگائی جائیگی خجندی نے کہا حد نہیں لگائی جائیگی لیکن ہدایہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حد لگائی جائیگی اس لئے کہ فساق اس پر اسطرح بھیڑ لگاتے ہیں جس طرح دوسری شرابوں پر بلکہ اس سے بھی زیادہ پھر غلوں سے بنی شرابوں سے اگر نشہ کی حالت میں طلاق دیدے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوگی جیسے کہ سونے والے اور اس شخص کی جس کی بھنگ پینے سے عقل چلی گئی ہو اور امام محمد نے فرمایا طلاق واقع ہوگی جیسا کہ دیگر حرام مشروبات میں اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب اسکو بطور دوا کے پیا ہو لیکن اگر لہو اور مستی کیلئے پیا ہو تو اسکی طلاق بالاجماع واقع ہوگی

فقہا کی مذکورہ بالا تصریحات کا حاصل یہ ہے کہ اگر نشہ ایسی چیز کے پینے سے ہوا ہو جسکا پینا حرام اور معصیت ہو اور نشہ کی حالت میں طلاق دیدی تو طلاق بالاجماع واقع ہو جائے گی اور اگر نشہ ایسی چیز سے ہوا ہو جسکا پینا حرام اور معصیت نہ ہو تو بعض فقہا کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں بھی اسی کے قریب قریب عبارت موجود ہے۔

اما السكران اذا طلق امرأته فان كان سكره بسبب محظور بان شرب الخمر او النبيذ

سکران جب طلاق دیدے تو اگر اسکا نشہ ممنوع اور حرام سبب سے ہو مثلاً خمر یا نبیذ کو خوشی سے

طوعاً حتی سکر وزال عقله فطلاقه
واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة
رضوان الله علیهم (بدائع صنائع ج۳ ص۱۳۵)

پیا ہو اور نشہ ہو گیا اور عقل چلی گئی تو
اکثر علماء اور اکثر صحابہ کے نزدیک
طلاق واقع ہو جائے گی۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو
عبداً او مکرهاً او هازلاً او سفیهاً او سکران
ولو بنبیذ او حشیش او الافیون او البنج زجراً
به یفتی (درمختار)

اور ہر بالغ عاقل شوہر کی طلاق واقع ہو گی
اگرچہ وہ غلام ہو یا مکرہ ہو یا مذاق کرنیوالا ہو
یا کم عقل ہو یا نشہ میں ہو اگرچہ نشہ نبیذ حشیش
یا افیون اور بھنگ سے ہوا ہو۔ زجر و توبیخ کیلئے
اور اسی پر فتویٰ ہے۔

علامہ شامی نے فتح القدیر کے حوالہ سے لکھا ہے

اتفق مشائخ المذهبین من الشافعیة و
الحنفیة بوقوع طلاق من غاب عقله باکل
الحشیش وهو المسمی بورق القنب لفتواهم
بحرمته بعد ان اختلفوا فیها فافتی المزنی
بحرمتها وافتی اسعد بن عمرو بحلها
لان المتقدمین لم یتکلموا فیها بشئ
لعدم ظهور شانها فیهم فلما ظهر من
امرها من الفساد کثیرو فشا عاد
مشائخ المذهبین الی تحریمها و
افتوا بوقوع الطلاق ممن زال عقله
بها وصرح فی البدائع وغیره بعدم
وقوع الطلاق باکله معللاً
بان زوال عقله لم یکن بسبب هو

شافعی اور حنفی دونوں مذہبوں کے مشائخ کا
اس شخص کی طلاق کے واقع ہونے پر اتفاق ہے
جسکی عقل حشیش کے کھانے سے چلی گئی ہو اسلئے
کہ انہوں نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے جبکہ پہلے
انہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا چنانچہ مزنی نے
حرمت کا فتویٰ دیا اور اسعد بن عمرو نے حلال ہونیکا
(یہ اختلاف) اس لئے ہوا کہ متقدمین نے اس کے بارے
میں کلام نہیں کیا اس لئے کہ اسکا حال ان کو ظاہر
نہیں ہوا پس جب کثرت سے اسکا فساد ظاہر ہوا تو
دونوں طرف کے مشائخ نے اسکی حرمت کی طرف
رجوع کیا اور اس شخص کی طلاق کے واقع ہونیکا
فتویٰ دیا جسکی عقل اس کی وجہ سے چلی گئی ہو اور بدائع
وغیرہ میں اس کے کھانے سے طلاق کے واقع نہ ہونے
کو بیان کیا ہے اس کی یہ علت بتلاتے ہوئے کہ اس
کی عقل کا زوال کسی ایسے سبب سے نہیں ہوا

معصیة۔ علامہ شامی فرماتے ہیں۔
والحق التفصیل وهو ان کان للتداوی لم یقع لعدم المعصیة وان للهو و ادخال الآفة قصدا فینبغی ان لا یتردد فی الوقوع
(شامی ص۲۶۴-۲۵۹ ج ۳)

جو معصیت ہو۔
حق اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر دوا کے طور پر استعمال کیا تب تو طلاق واقع نہ ہوگی معصیت نہ ہونے کی وجہ سے اور اگر لہو اور قصداً آفت لانے کیلئے استعمال کیا ہو تو مناسب یہ ہے کہ طلاق کے واقع ہونے میں تردد نہ کیا جائے۔

سکران کی طلاق کے واقع ہونے کی قوی دلیل قرآن پاک کی وہ آیت ہے جس میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب جانے کی ممانعت ہے ظاہر ہے نشہ کی حالت میں بھی آدمی اس آیت اور نہی کا مخاطب ہے معلوم ہوا سکران بھی احکامات شرعیہ کا مخاطب و مکلف ہے یہی وجہ ہے اگر نشہ کی حالت میں زنا کرے یا کسی کو قتل کر دے تو اس پر حد لگائی جائیگی اور دنیا کی عقوبتوں میں بھی اسکو سزا دیجاتی ہے تو سکران پر جب تمام احکامات جاری ہوتے ہیں تو طلاق کیوں واقع نہ ہو طلاق تو زجر تنبیہ اور عقوبت کی مصلحت سے بھی واقع ہونی چاہئے۔

قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ سکران کے مختلف حالات ہوتے ہیں کبھی تو نشہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ بالکل ہوش نہیں ہوتا وہ اپنے جوتے اور چادر کو بھی نہیں پہچان سکتا اور کبھی اس سے کم یعنی نشہ تو ہوتا ہے مگر بات کو سمجھتا ہے۔

جن بعض حضرات نے طلاق سکران میں اختلاف کیا ہے وہ ایسے سکران کے بارے میں ہے جو چادر جوتے تک کو نہ پہچان سکتا ہو اگر ایسا نشہ نہ ہو بلکہ کم ہو تو اس کی طلاق کے واقع ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے وہ بالاجماع واقع ہو جاتی ہے۔

اس لئے کہ قرآن پاک میں بات کے سمجھنے کو سکر کے زوال کی علامت قرار دیا ہے۔

وحد السکر الذی یقع الخلاف فی صاحبه هو الذی یجعله یخلط فی کلامه ولا یعرف ردائه عن رداء غیره و نعله

اور نشہ کی (طلاق والے کے نشہ کی) وہ حد جس (کی طلاق کے واقع ہونے) میں اختلاف ہے وہ ہے جو اس کے کلام میں خلط ملط پیدا کر دے اور وہ اپنی چادر اور جوتے

من فعل غيره ونحو ذلك لان الله
تعالى قال يا ايها الذين امنوا
لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكارىٰ
حتى تعلموا ما تقولون۔
فجعل علامة زوال السكر
علمه ما يقول
(المغنی ج۸ ص۲۵۵)

کو غیر کی چادر اور جوتے سے تمیز نہ کر سکے اور اسی
کے مثل۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ایمان والو
تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب
تک تم اپنی کہی ہوئی بات کو نہ سمجھو۔
اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کہی ہوئی بات کے
سمجھنے کو سکر کے زوال کی علامت بتلایا ہے۔

آجکل جو شرابیں پی جاتی ہیں خدا معلوم وہ کن کن چیزوں سے بنائی جاتی ہیں اور ان کو صرف نشہ کے مقصد سے ہی بنایا بھی جاتا ہے اور پینے والے نشہ اور مستی ہی کے لئے پیتے ہیں اور عادی شرابی ہوتے ہیں شراب سے انکا مقصد فساد اور مختلف جرائم اور آوارگی و عیاشی کے سوا کچھ نہیں ہوتا لہذا ایسے شرابیوں کے نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں طلاق کے واقع نہ ہونے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

دوسرے یہ تعیین بھی مشکل ہے کہ نشہ کس درجہ کا تھا لہذا طلاق کے واقع ہونے میں کسی تردد کی گنجائش نہیں ایسے لوگوں پر رحم کرنا اور ان کے لئے کسی رعایت کی جستجو کرنا انکی حوصلہ افزائی کے مترادف ہوگا

وما علینا الا البلاغ

(مولانا) معاذ الاسلام قاسمی
جامعۃ البنات
کھاری کنواں مغلپورہ مرادآباد
فون ۳۱۹۰۸۶